تصور عبادت: مولانا سید ابولا علیٰ مودودیؒ، مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ اور مولانا وحید الدین خان کی آراء کا تحقیقی جائزہ مطالعہ

Concept of Worship: By Syed Abul Ala Maududi, Maulana Wahiduddin Khan and Syed Abul Hasan Ali Nadwi.

طاہر حسین شاہ[1]

ڈاکٹر مرسل فرمان[2]

ABSTRACT:

The concept of worship is found in all religions.Islam is based on worship and the main point of the whole prophets of Allah Almighty is to submit yourselves to one, true and only Allah. The last of the all prophets Hazrat Mohammad (PBUH) also began his preaching's with the same specific task. And devoted his whole life to spreading the same "Dawa". He fought for his" Dawa" and formed government to achieve this purpose, so that the sphere of life whether an individual or in- mass. And termed it the fore-most purposes of the creation of humanity. The word worship is abroad based in its meaning and scholars had different views about it. In this article a comparative study of three renowned scholars is being given.

Key Words: Worship, Obedience of God in all (Individual and social life) aspects of life.

مسلم مفکرین کا تصور عبادت:

جاہلیت میں عبادت سے صرف مراسم پرستش مراد لیے جاتے تھے اس دور میں لوگوں نے معبود کو انسانوں پر قیاس کیا

1۔ پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، اسلامک اینڈر یلیجیس سٹڈیز، ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

2۔ اسسٹنٹ پروفیسر سیرت ڈیپارٹمنٹ پشاور یونیورسٹی

تھا کہ جس طرح کسی انسان کی خوشامد کر کے، نذارنے دے کر اور اس کے سامنے عاجزی کر کے اس کو راضی کیا جاتا ہے اسی طرح وہ اپنے معبودوں کے ساتھ بھی کرتے تھے۔ یعنی خاص اوقات میں مخصوص مراسم ادا کرنے کو عبادت کہا جاتا تھا۔ بعض لوگوں نے دنیا سے تعلق ختم کر کے مراقبہ، ریاضت، نفس کشی اور مجاہدہ کے ذریعہ معبود کو راضی کرنے چاہا اس کو وہ عبادت کہتے تھے۔ اسلام میں عبادت کا تصور اس سے مختلف ہے یہ لفظ وسیع معنی کا حامل ہے بعض مفکرین نے اس سے پوجا و پرستش کے معنی کیے ہیں اور بعض نے اس سے پرستش کے ساتھ اطاعت کے معنی بھی لیے ہیں کہ پرستش کے ساتھ ساتھ معبود کی اطاعت بھی عبادت کے مفہوم میں پایا جاتا ہے۔ یعنی انسان کی پوری زندگی اگر اللہ کے حکم کے مطابق ہو گی تو عبادت ہے۔ اس مقالہ میں تین مفکریں کی آراء بیان کی جاتی ہیں کہ وہ عبادت سے کیا مراد لیتے ہیں۔

ابن تیمیہ نے لکھا ہے: ''عبادت ایک ایسا جامع لفظ ہے اس کے اندر وہ تمام ظاہری و باطنی اقوال وافعال داخل ہیں جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں اور اس کی خوشنودی کا باعث ہیں مثلاً: نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، راست گوئی، امانت داری، اطاعت والدین، ایفائے عہد، امر بالمعروف، نہی عن المنکر، جہاد فی سبیل اللہ، پڑوسیوں، مسکینوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک، جانوروں کے ساتھ اچھا برتاؤ، دعاء، ذکر الٰہی، تلاوت قرآن اور اس قسم کے تمام اعمال صالحہ عبادات کے اجزاء ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت، رحمت خداوندی کی امیدوار اور عذاب الٰہی کا خوف، خشیت، انابت، اخلاص، صبر وشکر، توکل اور تسلیم ورضا وغیرہ ساری اچھی صفات عبادات میں شامل ہیں۔[3]

امام فخر الدین رازی کے ہاں عبادت عاجزی اور انکساری کی عظیم کیفیت کا نام ہے۔[4] امام بغوی کے نزیک عبادت عاجزی کے ساتھ اطاعت کا نام ہے۔[5] امام زمحشریؒ کے ہاں عبادت انکساری کی بلند کیفیت کا نام ہے۔[6] امام ابن کثیر کے نزدیک عبادت محبت اور خوف کی حالتوں کا مجموعہ ہے۔[7]

3۔ ابن تیمیہ(م:۷۲۸ھ) العبودیة، المطبعة الحسینیه المصریة۲۳۳۲ھ، ص۱۶

4۔ فخر الدین رازی، تفسیر الکبیر، ج:۱، ص۲۴۲

5۔ بغوی، معالم التزیل، ج:۱:ص:۴۱

6۔ زمحشری۔ الکشاف، ج:۱:ص:۱۳

7۔ ابن الکثیر، تفسیر القرآن العظیم، ج:۱، ص:۲۵

ثناؤاللہ پانی پتی کے ہاں عبادت انکساری کی بلند کیفیت کا نام ہے۔[8]

ڈاکٹر اسرار کے نزدیک عبادت صرف نماز روزہ حج اور زکات کا نام نہیں ہے اور اگر اسی کو عبادت سمجھ لیا جائے تو اس سے دین کا حلیہ مسخ ہو جاتا ہے۔[9]

جس طرح بیماریوں سے نجات کے لیے دوائی لی جاتی ہے اسی عبادات بھی ضروری ہیں اور اس سے انسان کی روحانی بیماریوں کا علاج ہو جاتا ہے۔[10]

لفظ عبادت کی لغوی تحقیق: عبادت کا لفظ عبد سے نکلا ہے اور عربی میں عبادت، عبودہ، عبودیہ اور عبدیۃ کے اصل معنی خضوع اور تذلل کو کہتے ہیں یعنی تابع ہونا، رام ہونا، سپر ڈال دینا، مزاحمت یا انحراف یا سرتابی نہ کرنا اور آقا جس طرح چاہے خدمت لے۔

"وأَصل العُبودِيَّة الخُضوع والتذلُّل."[11](عبودیت اصل میں خضوع اور تذلل ہے۔) جیسے عرب کہتے ہیں۔ "بعيرٌ مُعَبَّد"[12](وہ اونٹ جو سواری کے لیے پوری طرح رام ہو چکا ہو۔)

"طريقٌ مُعَبَّدٌ إِذا كَانَ مُذَلَّلًا بِكَثْرَةِ الوطءِ "[13](وہ راستہ جس پر لوگوں نے کثرت سے چل کر اسے ہموار کر دیا ہو۔)

مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ کے ہاں لفظ عبادت کے معنی اور ان کی لغوی تحقیق:

8۔ ثناؤاللہ پانی پتی، تفسیر المظھری، ۱:۹

9۔ ڈاکٹر اسرار احمد: مطالبات دین، مکتبہ تنظیم اسلامی ۳۶ / کے ماڈل ٹاؤن لاہور، ص:۲۹

10۔ عثمانی: شبیر احمد، شیخ الہند، قرطبیؒ :الجامع للاحکام القرآن:۶/۱۵۹۔

11۔ لسان العرب، محمد بن مکرم بن علی، أبو الفضل، جمال الدین ابن منظور، دار صادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ، ج ۳، ص ۲۷۳

12۔ تھذیب اللغۃ، محمد بن أحمد بن الأزھري الھروي، دار إحیاء التراث العربي، بیروت ۲۰۰۱، ۲:۱۳۸

13۔ ایضا؛ لسان العرب، ابن منظور، ۳:۲۷۳

مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے لفظ عبادت کے پانچ معنی بیان کئے ہیں۔

1۔عبد کا معنی غلام ہے: جیسے " العَبد: الْمَمْلُوكخِلَافُ الحُرِ۔"[14]

2۔خضوع کے ساتھ اطاعت کرنا: جیسے "وَمَعْنَى العبادةِ فِي اللُّغَةِ الطاعةُ مَعَ الخُضُوعِ۔ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أَي أطاعه[15]۔ اعْبُدُوا رَبَّكُمْ*؛ أَي أَطيعوا رَبَّكُمْ.[16](فرمانبرداری کے ساتھ اطاعت کرنا۔ طاغوت کی عبادت کی یعنی اس کی اطاعت کی۔"اعْبُدُوا رَبَّكُمْ"یعنی اپنے رب کی اطاعت کرو۔)

3۔پرستش اور پوجا کرنا: جیسے "التَّعَبُّدُ: التَّنَسُّكُ. والعِبادَةُ: الطَّاعَةُ.[17]"(تعبد سے مراد کسی کا پجاری اور پرستار ہونا۔اور عبادت سے مراد اطاعت ہے۔)

4۔ عبِد(باء کے کسرہ کے ساتھ) کے معنی وابستہ ہونا جدا نہ ہونا : جیسے "وعَبِدَ بِهِ: لَزِمَه فَلَمْ يُفارِقْه"[18](وہ اس کے ساتھ وابستہ ہوا جدا نہ ہوا۔)

5۔روکنا جیسے:"وَمَا عَبَدَكَ عَنِّي أَي مَا حَبَسَكَ"[19](یعنی میرے پاس آنے سے تجھے کس چیز نے روکا۔)

مولاناسید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا تصور عبادت:

لفظ عبادت کا مطلب ہے کہ انسان آقا اور مالک کی بندگی اور غلامی اور اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کرے اور اس کی مہربانیوں کو یاد کرے اور اس کا شکر ادا کرے اور اس کی تعظیم و تکریم میں مبالغہ کرتے ہوئے اس کی پرستش کرے۔یعنی انسان ہر وقت ہر حال میں اللہ کے قانون کی اطاعت کرے اور ہر اس قانون کی پابندی سے اپنے

14۔ تهذيب اللغة، محمد بن أحمد،ج۲،ص۱۳۹

15۔ ایضا؛ لسان العرب، ابن منظور، ج:۳،ص:۲۷۳

16۔ لسان العرب، ابن منظور،ج:۳،ص:۲۷۴

17۔ ایضا،ج:۳،ص:۲۷۲

18۔ ایضا، ج:۳،ص:۲۷۶

19۔ ایضا، ج:۳،ص:۲۷۶

آپ کو آزاد کرائے جو اس کو اللہ کی بندگی سے روکے تو اس طرح انسان کا ہر کام عبادت بن جاتا ہے، اور عبادت کا کوئی وقت مقرر نہیں بلکہ انسان جو کام بھی اللہ کے حکم کے مطابق کرے گا وہ عبادت کہلائے گی۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بندے کے لیے کچھ کام گنوائے ہیں جو وہ اپنے آقا کے لیے کرے گا۔

1۔ اللہ رازق اور مالک ہے لھذا آقا کی وفاداری انسان پر فرض ہے۔

2۔ آقا کی اطاعت کرے اور اس کا حکم مانے اور اس کے مقابلہ میں کسی دوسرے کی بات نہ مانے۔

3۔ انسان آقا کی تعظیم اس طرح بجالائے جس طرح اس نے اس کا طریقہ بتایا ہے، اور جو وقت حاضری کا آقا نے مقرر کیا ہے۔ اس وقت اس کے سامنے حاضر ہو۔[20]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا قرآن سے استدلال:

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا مؤقف ہے کہ عبادت صرف پرستش کا نام ہی نہیں ہے بلکہ پرستش کے ساتھ ساتھ اللہ کی اطاعت کرنا بھی عبادت کے مفہوم میں پایا جاتا ہے اور عبادت بعض اوقات غلامی کے معنی میں اور بعض اوقات پرستش کے معنی میں اور بعض اوقات اطاعت کے معنی کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔

عبد بمعنی غلامی اور اطاعت: قرآن میں عبادت غلامی اور اطاعت کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے

﴿ فَقَالُوا أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُونَ (47)﴾[21]

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں کا کہا مان لیں اور آدمی بھی وہ جن کی قوم ہماری عابد ہے۔

یہاں عابد کے معنی اطاعت اور غلامی دونوں ہیں اور یہ عبادت گزاری کے ہم معنی ہے۔ جو کسی کی اطاعت

20۔ خطبات، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامک پبلیکیشنز، لاہور، ۱۹۸۷، ص ۱۳۲

21۔ القرآن، سورہ المؤمنوں، ۲۳: ۴۷

کرتا ہے یاان کے قوانین کی پابندی کرتا ہے وہ گویااس کی عبادت کرتا ہے۔[22]

لسان العرب میں یہی معنی بیان ہوئے ہیں۔"وَقَوْمُهُما لَنا عابِدُونَ؛ أَي دَائِنُونَ. وكلُّ مَنْ دانَ لِمَلِكٍ فَهُوَ عَابِدٌ لَهُ.[23] ("وَقَوْمُهُما لَنا عابِدُونَ" یعنی اس کے قوانین کے پیروکار، اور ہر وہ جو کسی بادشاہ کے قانون کا پیروکار ہوتا ہے وہ اس کا عابد ہوتا ہے۔)

عبادت بمعنی اطاعت: عبادت کے ایک معنی اطاعت کے ہیں، جیسے قرآن میں ہے

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَابَنِي آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ (60)﴾[24]

ترجمہ: اے بنی آدمؑ! کیا میں نے تمھیں تاکید نہ کی تھی کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا کیونکہ وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔

اس آیت میں عبادت کے معنی اطاعت ہے کہ جو آدمی شیطان کی بات مانتا ہے گویا وہ شیطان کی عبادت کررہا ہوتا ہے مثلاً کوئی آدمی کسی کام کا حکم دے اور وہ کام شریعت کے مطابق ہو تو گویا وہ اللہ کا حکم ہے لیکن اگر وہ اللہ کے حکم کے خلاف ہو تو گویا وہ شیطان کا حکم ہو گا اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو گویا اس نے اس آدمی اور شیطان کی عبادت کی۔[25] اور اس پر دلیل امام رازی کی تفسیر کبیر سے دی ہے:

لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ مَعْنَاهُ لَا تُطِيعُوهُ، بِدَلِيلِ أَنَّ الْمَنْهِيَّ عَنْهُ لَيْسَ هُوَ السُّجُودَ لَهُ فَحَسْبُ، بَلِ الِانْقِيَادُ لِأَمْرِهِ وَالطَّاعَةُ لَهُ فَالطَّاعَةُ عِبَادَةٌ، لَا يُقَالُ فَنَكُونُ نَحْنُ مَأْمُورِينَ بِعِبَادَةِ الْأُمَرَاءِ حَيْثُ أُمِرْنَا بِطَاعَتِهِمْ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى: أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ [النِّسَاءِ: 59] لِأَنَّا نَقُولُ طَاعَتُهُمْ إِذَا كَانَتْ بِأَمْرِ اللَّهِ، لَا تَكُونُ إِلَّا عِبَادَةً لِلَّهِ وَطَاعَةً لَهُ، وَكَيْفَ لَا وَنَفْسُ السُّجُودِ وَالرُّكُوعِ لِلْغَيْرِ إِذَا كَانَ بِأَمْرِ اللَّهِ لَا يَكُونُ إِلَّا عِبَادَةً لِلَّهِ، أَلَا تَرَى أَنَّ الْمَلَائِكَةَ سَجَدُوا لِآدَمَ وَلَمْ يَكُنْ ذَلِكَ إِلَّا عِبَادَةً لِلَّهِ، وَإِنَّمَا عِبَادَةُ الْأُمَرَاءِ هُوَ طَاعَتُهُمْ فِيمَا

22۔ تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۹، ج: ۳، ص: ۲۸۰

23۔ لسان العرب، ابن منظور، ج: ۳، ص ۲۷۳

24۔ القرآن، سورہ یٰسین، ۳۶: ۶۰

25۔ تفہیم القرآن، ۴، ۲۶۷تا۲۶۸

لَمْ يَأْذَنِ اللَّهُ فِيهِ[26] "لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ" کے معنی ہیں کہ اس (شیطان) کی اطاعت نہ کرو، اس دلیل کے ساتھ کہ منع کرنا سجدہ نہیں ہے بلکہ اس کے حکم کو ماننا اور اطاعت کرنا ہے، پس اطاعت عبادت ہے، یہ نہیں کہا جائے گا کہ ہم امراء کی عبادت کرتے ہیں جب ہم ان کا حکم مانتے ہیں اللہ کے اس قول کی وجہ سے "أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ" کیونکہ ہم کہتے ہیں ان کی اطاعت اللہ کے حکم کی وجہ سے ہے تو گویا وہ اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کی ہی عبادت ہو گی، کیونکہ کسی کو سجدہ اور رکوع اگر اللہ کے حکم کی وجہ سے ہے تو وہ بھی اللہ کی عبادت ہوتی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ فرشتوں کا آدمؑ کو سجدہ کرنا اللہ ہی کی عبادت تھی، اور اگر امراء کی اطاعت اس کام میں کی جائے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا تو وہ امراء ہی کی عبادت ہو گی۔[27]

اسی طرح قرآن میں غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں اور اس کی طرف دعوت دینے والوں کا ذکر ہے۔

﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ (22) مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (23)﴾[28]

ترجمہ: (جب قیامت برپا ہو گی تو اللہ فرمائے گا) تمام ظالموں اور ان کے ساتھیوں اور معبودان غیر اللہ کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے جمع کرو اور انہیں جھنم کا راستہ دکھاؤ۔

اس آیت میں ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کے مقابلے میں بغاوت و سرکشی اور نافرمانی کی راہ اختیار کی، اور ازواج سے مراد ان ظالموں کی بیویاں بھی ہو سکتی ہیں جو بغاوت میں ان کی مددگار اور رفیق تھیں اور ان کی طرح دوسرے سرکش لوگ بھی ہو سکتے ہیں اور اس کا ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہر جرم کے مجرم الگ الگ گروہوں میں ہوں، اور معبودوں سے دو قسم کے معبود مراد ہیں ایک وہ انسان اور شیطان جو لوگوں کو اللہ کی نافرمانی پر آمادہ کرتے تھے اور اپنی بندگی کی طرف مائل کرتے تھے، اور دوسرے وہ بت اور درخت وغیرہ جن کی لوگ عبادت کیا کرتے تھے اور ان تمام معبودوں کو جہنم میں داخل کیا جائے گا لیکن وہ معبود جنہوں نے لوگوں کو اپنی بندگی کی طرف لوگوں کو نہیں بلایا وہ اس میں شامل نہیں ہیں جیسے فرشتے، انبیاء اور اولیاء ان کو جہنم میں داخل نہیں کیا جائے گا۔[29]

26۔ أبو عبد الله محمد بن عمر بن الحسن، فخر الدين الرازي خطيب الري، مفاتيح الغيب ، التفسير الكبير، دار إحياء التراث العربي، بیروت، ط: ۱۴۲۰ھ، ۲۶، ۲۹۸:

28۔ القرآن، سورہ الصافات، ۳۷: ۲۲تا۲۳

29۔ تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ج: ۴، ص: ۲۸۳

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کہتے ہیں کہ اس آیت میں عابدوں اور معبودوں کا جو مکالمہ بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معبود کوئی بت نہ تھے بلکہ ان کے پیشوا اور راہنما تھے جنہوں نے لوگوں کو خیر خواہی کا جھانسہ دے کر اپنا معتقد بنایا اور فساد برپا کرتے تھے، ایسے پیشواؤں کے احکام کی تقلید اور اطاعت کو عبادت سے تعبیر کیا گیا ہے۔[30]

اس کی مزید وضاحت یہ آیت بھی کرتی ہے جیسے قرآن میں ہے۔

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّالِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لَاإِلَهَ إِلَّاهُوَسُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ (31)﴾[31] انھوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو خدا کی بجائے اپنا رب بنالیا اور اسی طرح مسیح ابن مریمؑ کو بھی، حالانکہ انھیں ایک الٰہ کے سوا کسی کی عبادت کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔

اس آیت میں علماء کو رب بنا کر ان کی عبادت کرنے سے مراد یہ ہے کہ ان کی اطاعت کی اور اللہ کے مقابلہ میں ان کے احکام کی پیروی کی۔[32] اس آیت کی وضاحت اس حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوايَعْبُدُونَهُمْ،وَلَكِنَّهُمْ كَانُوإِإِذَاأَحَلُّوالَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ۔[33] "(اور جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے سورہ التوبہ کی اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا۔) کہ وہ ان کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جس چیز کو علماء وراھبوں نے حلال کہا اس کو وہ بھی حلال اور جس چیز کو حرام قرار دیا اسے وہ بھی حرام قرار دیتے تھے۔

عبادت بمعنی پرستش: کسی کے سامنے سجدہ کرنا یا کسی کو صاحب اختیار مانتے ہوئے اس سے دعا مانگی جائے اور نقصان اور خطرہ سے بچنے کے لئے اس سے پناہ مانگی جائے یا اس کے لیے قربانی کی جائے۔ اور اسے مستقل معبود سمجھا جائے یا بڑے معبودوں کے ہاں مقرب یا سفارشی سمجھا جائے۔ جیسے قرآن میں آیا ہے:

30۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامک پبلیکیشن لاہور، ط۲۷: ۲۰۰۸، ص ۸۱

31۔ القرآن، سورہ التوبہ، ۹: ۳۱

32۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ص ۸۱

33۔ تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ۲، ۱۸۹ تا ۱۹۰؛ سنن الترمذي، محمد بن عيسى، الترمذي، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي مصر، ط الثانية، ۱۹۷۵م، ۵، ۲۷۸، ۳۰۹۵

﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِنْ رَبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (66)﴾ [34] کہو مجھے تو اس سے منع کر دیا گیا ہے کہ اپنے رب کی طرف سے صریح ہدایات پا لینے کے بعد میں ان کی پرستش کروں جنہیں تم خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہو۔

اس آیت میں بھی عبادت کو دعا کے ہم معنی بیان کیا گیا ہے۔یعنی اللہ کے علاوہ جن ہستیوں کو تم پکارتے ہو تو تمہارا پکارنا ان کی عبادت کے ہم معنی ہے۔اور نبی ﷺ نے ان کی عبادت کا انکار کیا ہے۔[35]

اسی دوسری جگہ میں آیا ہے:﴿وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ (5) وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ (6)﴾[36]

اور اس سے زیادہ بہکا ہوا انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر انھیں پکارے جو قیامت تک اس کی پکار کا جواب نہیں دے سکتے، جنھیں خبر تک نہیں کہ انھیں پکارا جا رہا ہے اور جو روز حشر میں اپنے ان پکارنے والوں کے دشمن ہوں گے اور ان کی عبادت کا انکار کریں گے۔

اس آیت میں مشرکین کا ذکر ہے کہ اللہ کے علاوہ جن ہستیوں کو وہ پوجتے ہیں ان کی تین قسمیں ہیں ایک بے روح اور بے عقل مخلوق، دوسرے وہ بزرگ جو اللہ کے نیک بندے تھے اور وہ مر گئے اور تیسرے وہ گمراہ لوگ جو خود بھی گمراہ تھے اور لوگوں کو بھی گمراہ کر کے دنیا سے رخصت ہو گئے اور لوگوں نے ان کو پکارنا شروع کر دیا تھا۔[37]

اسی طرح اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے غیر اللہ کی پرستش کرنے کو بھی عبادت کہا گیا ہے۔

﴿---وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى--- (3)﴾[38] جن لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر دوسروں کو اپنا ولی بنا رکھا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ سے

---

[34]۔ القرآن، سورہ المومن، ۴۰:۶۶

[35]۔ تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ج:۴، ص:۴۲۵

[36]۔ القرآن، سورہ الاحقاف، ۴۶:۵تا۶

[37]۔ تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ج:۴، ص:۶۰۳تا۶۰۴

[38]۔ القرآن، سورہ الزمر، ۳۹:۳

قریب کردیں۔

مندرجہ بالا آیات میں پرستش کے مختلف طریقے بیان ہوئے ہیں جو عبادت کہلاتے ہیں۔

عبادت بمعنی بندگی، پرستش اور اطاعت: قرآن میں جہاں لفظ عبادت اللہ کے بارے میں آیا ہے اس سے تینوں معنی مراد ہوتے ہیں۔ جیسے ﴿إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي (14)﴾[39] میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی الٰہ نہیں، لہٰذا میری ہی عبادت کرو۔[40]

قرآن میں ہے کہ جس کے لیے اقتدار ہے اسی کی عبادت کی جائے جیسے اللہ نے کہا: ﴿مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ---(40)﴾[41] اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیلِ معبودیت نازل نہیں کی ہے۔ اقتدار صرف اللہ کے لئے خاص ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے یہی سیدھا طریقہ ہے۔

عبادت میں شرک سے منع کیا ہے جیسے قرآن میں ہے: ﴿فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (110)﴾[42] پس جو اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو وہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کی عبادت کو شریک نہ کرے۔

اس آیت میں قرآن اپنی دعوت پیش کرتا ہے۔ کہ عبادت (بندگی، پرستش اور اطاعت ا)اللہ کی ہونی چاہیے۔ یعنی عبادت کے لائق ایسی ہستی ہونی چاہئے جس کے پاس فوق الفطرت اقتدار ہو اور اسی کا حکم چلتا ہو اور وہ قادر مطلق ہو اس کی عبادت کے ساتھ کسی دوسرے کی عبادت کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔[43]

39۔ القرآن، سورہ طہٰ، ۲۰: ۱۴

40۔ اسی طرح کا مفہوم سورہ الانعام کی آیت نمبر ۱۰۲ میں بھی ہے۔ ﴿فَاعْبُدُوهُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ(۱۰۲)﴾

41۔ القرآن، سورہ یوسف، ۱۲: ۴۰

42۔ القرآن، سورہ الکہف، ۱۸: ۱۱۰

43۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، مودودی، سید ابوالاعلی، ص ۸۱ تا ۹۸

اسلام میں صرف نماز، روزہ، حج، زکوۃ ادا کرنا ہی کافی نہیں ہیں بلکہ ان عبادتوں کے فرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ انکے ذریعے آدمی کی ایسی تربیت کی جائے کہ انسان کی پوری زندگی اللہ کی عبادت بن جائے۔[44]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک عبادت میں پرستش کے ساتھ ساتھ اللہ کے احکام خواہ وہ انفرادی زندگی کے متعلق ہوں یا اجتماعی زندگی کے متعلق پر عمل کرنا ہی عبادت ہے ایسا نظام قائم کرنا جہاں انسان آسانی سے اللہ کی عبادت کر سکے یہ انسان کی ذمہ داری ہے۔ لیکن اگر کسی معاملہ میں انسان نے اللہ کے احکام کے مقابلہ میں کسی اور کے حکم پر عمل کیا تو گویا اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اور یہ ایسا ہی شرک ہے جیسے غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنا یا اس سے دعا مانگنا وغیرہ۔

اسلام میں نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کی عبادتیں اس لیے فرض کی گئی ہیں کہ انسان کو اس اصلی عبادت کے لیے تیار کیا جائے جو انسان سے مقصود اصلی ہے کہ انسان اللہ کا بندہ بن کر رہے اور ہر کام اللہ کے حکم کے مطابق کرے۔ کیونکہ ان ارکان پر عمل کرنے سے انسان کے اندر خاص ذہنیت پیدا ہوتی ہے جس سے اجتماعی نظام کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں جس کے سوا انسان کی زندگی کسی صورت اللہ کی عبادت میں تبدیل نہیں ہو سکتی، ان ارکان کے علاوہ اور کوئی ایسا ذریعہ نہیں جس سے یہ مقصد حاصل ہو اس لیے ان کو ارکان اسلام کہا ہے جن پر اسلام کی عمارت قائم ہوتی ہے اور قائم رہتی ہے، یہ عبادات انسان کو ایسی اجتماعی زندگی کے لیے تیار کرتی ہیں جہاں انسان اسلام کے مطابق زندگی گذار سکتا ہو۔[45]

مولانا سید ابوالحسن ندویؒ کا تصور عبادت:

عقائد کے بعد اسلام میں جس چیز کی سب سے زیادہ اہمیت بتائی گئی ہے وہ عبادات ہیں کیونکہ تمام انبیاءؑ کی بنیادی دعوت ہی عبادات پر مبنی تھی جس کو انسانوں کی پیدائش کا اولین مقصد کہا گیا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56)﴾[46] اور ہم نے انس و جن کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔

44۔ خطبات، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ص ۱۸۴ تا ۱۸۵

45۔ اسلامی عبادات پر تحقیقی نظر، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، اسلامک پبلیکیشن لاہور، ۲۰۱۸: ۱۳ تا ۱۴

46۔ القرآن، سورہ الذاریات، ۵۱: ۵۶

تمام انبیاءؑ نے عبادات کو مشروع قرار دیا اور شریعت اسلامی نے اس پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور اس کو کامل اور مکمل شکل میں پیش کیا ہے، اور اس کی کثرت کرنے والوں اور اہتمام کرنے والوں کا مقام اور مدح بیان کی گئی ہے اور ان سے غفلت برتنے والوں کی مذمت کی گئی ہے، اور یہی اصل مقصد ہیں اسی لیے قرآن میں جہاد کرنا اور حکومت کے قیام کو ان عبادات کا وسیلہ اور اقامۃ صلوٰۃ کو مقصد و نتیجہ بتایا ہے یعنی جہاد کر کے حکومت قائم کرنے کا مقصد اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ جیسے قرآن میں بیان ہوا ہے۔

﴿الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ (41)﴾[47] یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک میں دسترس دیں تو نماز پڑھیں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیک کاموں کا حکم دیں اور برے کاموں سے منع کریں اور سب کاموں میں انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

قرآن کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلق مع اللہ اور عبودیت و بندگی اور عبادات معینہ (نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج) بندہ سے اس طرح مطلوب ہیں کہ انہیں کے متعلق قیامت میں سب سے پہلے سوال کیا جائے گا اور ان کا تارک اور غفلت برتنے والا موجب عذاب ہوگا اور دوسرے احکام ان کے ذیل میں آتے ہیں۔[48]

حضرت آدمؑ سے لے کر محمد ﷺ تک تمام انبیاء کی دعوت توحید ہی تھی یعنی عبادت اور استعانت کے لائق صرف اللہ ہی ہے اور اگر ہم کسی کا احترام اس طریقے سے کرنے لگیں جیسا اللہ کا احترام کیا جاتا ہے تو یہ احترام احترام نہیں بلکہ عبادت ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نماز میں عبادت اور استعانت کو اللہ کے لیے خاص کرنے کے بعد اگر ہم کسی اور کی عبادت کریں یا استعانت مانگیں تو یہ اللہ کے ساتھ دھوکہ ہو گا۔[49]

اقامت دین کی اہمیت کے بارے میں مولانا ندویؒ لکھتے ہیں۔

کہ ایسی قوت و اقتدار کو حاصل کرنا اور کوشش کرنا قرآن کی قطعی نصوص سے مطلوب ہے اور اس سے تساہل کسی طرح جائز نہیں ہے اور قرآن و حدیث میں خلافت اور امارت کو بہت اہمیت دی گئی ہے اور اس کے بغیر

47۔ القرآن، سورہ الحج، ۲۲:۴۱

48۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح، سید ابوالحسن علی ندوی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص ۹۳، دستور حیات، ندوی، سید ابوالحسن علی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۸۳ء، ص ۸۹تا۹۱

49۔ دین حق اور علماء ربانی شرک و بدعت کے خلاف کیوں؟، ندوی، سید ابوالحسن علی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص ۵تا۸

زندگی کو جاہلی زندگی قرار دیا گیا ہے اور اس حالت میں مرنے کو جہالت کی موت "میتۃ الجاھلیہ" قرار دیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے نبی ﷺ کے بعد صحابہ رضی اللہ عنھم نے اسی کام کو اولیت دی تھی اور اس کو ہر کام پر مقدم رکھا اور امام حسین رضی اللہ عنہ نے تو اس فریضہ کے لیے جان کی بازی تک لگا دی اور ہر دور میں علماء کرام اس پر سر دھڑ کی بازی لگاتے رہے اور آج ملت اسلامیہ کی ذلت و خواری کی بڑی وجہ ہی اس سے محرومی ہے۔[50]

لیکن یہ سارا کام صرف وسیلہ کے طور پر ہے نہ کہ کل دین۔ اور اس کو دین کا اولین مقصد نہ بنایا جائے۔ کیونکہ نبی ﷺ کی سیرت اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے حالات سے معلوم ہوتا ہے اور جب بھی راسخ العقیدہ علماء نے اس مسئلہ پر بحث کی ہے اور اس کی ضرورت و اہمیت اجاگر کی ہے تو انہوں نے مقصد اور وسیلہ میں جو نازک نسبت ہے اس کا لحاظ رکھا ہے یعنی اقتدار اور قوت کا حصول صرف رضا الٰہی کے حصول اور اتباع نبوی ﷺ اور دین حق کو قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے کے لیے ہو۔[51]

"حکومت الٰہیہ" قائم کرنے سے "اقامت دین" کا لفظ زیادہ جامع اور وسیع مفہوم کا حامل ہے جس میں ارکان اسلام کا قیام، جہاد اور اس کے متعلق احکامات اور انتظامات، نظام قضاء، حدود کا جاری کرنا، ظلم کا قلع قمع کرنا، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور وہ سب کچھ جو نبی ﷺ کی نیابت کے طور پر انجام دیا جائے شامل ہیں۔[52]

کائنات کے وجود میں آنے سے لے کر آج تک دنیا کی ہر چیز عبادت میں مشغول ہے جیسے سورج، چاند، ستارے، زمین اور درخت اور دوسری تمام چیزیں جو عقل اور دل نہیں رکھتی ہیں لیکن پھر بھی اللہ کی عبادت و اطاعت میں مشغول ہیں، وہ بغاوت اور سرکشی نہیں کرتیں، جیسے قرآن میں ہے

﴿وَلِلَّهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (49) يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (50)﴾[53] اور اللہ ہی کی مطیع جتنی چلنے والی چیزیں آسمان میں ہیں اور جتنی زمین میں ہیں، اور فرشتے بھی وہ اپنی بڑائی نہیں کرتے وہ ڈرتے رہتے ہیں اپنے پروردگار سے، جو ان پر بالا

50۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح، ندوی، سید ابوالحسن علی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص ۱۰۸ تا ۱۰۹

51۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح، ندوی، سید ابوالحسن علی، ص ۱۱۰

52۔ عصر حاضر میں دین کی تفہیم و تشریح، ندوی، سید ابوالحسن علی، ص ۱۲۲

53۔ القرآن، سورہ النحل، ۱۶: ۴۹ تا ۵۰

دست ہے، اور وہ وہی کرتے ہیں جن کا ان کو حکم دیا جاتا ہے۔

ہر مخلوق کے لیے عبادت کا طریقہ ان کے مزاج سے مطابقت رکھتا ہے اور چونکہ انسان اس دنیا میں اللہ کا خلیفہ ہے اور اللہ نے انسان کو ایسی عبادت کا پابند بنایا جو اس کے منصب خلافت کے لائق تھی۔[54]

نماز ایسی عبادت ہے جو نظام تربیت ہے، کیونکہ نماز میں انسان اللہ کے علاوہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور جو بھی اللہ کی الوہیت و ربوبیت میں اور اس کی کبریائی میں اور اس کے فیصلہ اور حکم و اطاعت میں زبان حال تا قال سے کسی کو اپنی پرستش کرنے کی دعوت دیتا ہے اس سے اعلان بغاوت کر دے اور اپنے عمل سے اس بات کو ثابت کرے کہ اللہ ہی حکم دینے والا، منع کرنے والا ہے۔ اسی طرح ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی، اس کی اساس ہی عبادت، اطاعت اور طاغوت سے بغاوت پر رکھی گئی ہے اور اس کا وجود ہی دنیا کے تمام معبودان باطل کے خلاف جنگ ہے۔[55]

کسی کو بھی جائز نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے علاوہ اپنی بندگی کی طرف بلائیں جیسے قرآن میں ہے۔

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ (79) وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ (80)﴾[56] کسی بشر کے لیے یہ روا نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکم اور نبوت کا منصب عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کے سوا خود میرے بندے بن جاؤ، بلکہ اس کی تعلیم و ہدایت یہ ہو گی کہ تم جس طرح کتاب اللہ پڑھتے پڑھاتے ہو اس کے مطابق ربانی یعنی صرف اللہ کے پورے فرمانبردار بندے بن جاؤ، وہ تم کو ہرگز یہ حکم نہیں دے سکتا کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ارباب بنالو، کیا وہ تمہارے مسلم ہو جانے کے بعد تم کو کفر کا حکم دے گا۔

قرآن میں انسان کی زندگی کا اصل مقصد اللہ کی بندگی اور اس کی رضا بتایا ہے اور جہاں یہ مقصد حاصل کرنا ناممکن ہو وہاں سے ہجرت کرنا چاہیے جیسے صحابہ رضی اللہ عنھم نے دو دفعہ حبشہ کو ہجرت کی تھی اور بعد میں

---

[54]۔ ارکان اربعہ، ندوی، سید ابوالحسن علی، مکتبہ نشریات اسلام، کراچی، ص ۳۳تا۳۹

[55]۔ ارکان اربعہ، ندوی، سید ابوالحسن علی، ص ۵۴تا۵۷

[56]۔ القرآن، سورہ آل عمران، ۳:۷۹تا۸۰

بنی ﷺ نے مدینہ ہجرت کی تا کہ مسلمان آسانی سے اللہ کی عبادت کر سکیں۔[57]

عبادت کے مفہوم میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے مؤقف سے اختلاف:

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے اختلاف کرتے ہیں کہ عبادت سے مراد نماز ،روزہ، زکوۃ اور حج وغیرہ ہیں۔اور اللہ کے علاوہ دوسروں کو معبود بنانا اور ان کے سامنے ذلت کا اظہار کرنا، ان کے سامنے سجدہ کرنا، ان سے دعا کرنا، مدد مانگنا اور ان کے لیے نذر و نیاز دینا شرک ہے اور یہ ازل سے آج تک جاری ہے، اور اسی کو جاہلیت کہا جاتا ہے، یہی بت پرستی انبیاءؑ کے جہاد کا موضوع رہی ہے، اور اسی وجہ سے اہل جاہلیت کہتے تھے کہ اتنے معبودوں کی جگہ ایک معبود کیسے ہو سکتا ہے، جیسے قرآن میں ہے۔

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (5) وَانْطَلَقَ الْمَلَأُ مِنْهُمْ أَنِ امْشُوا وَاصْبِرُوا عَلَىٰ آلِهَتِكُمْ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ يُرَادُ (6) مَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْآخِرَةِ إِنْ هَٰذَا إِلَّا اخْتِلَاقٌ (7) ﴾[58] کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا یہ تو بڑی عجیب بات ہے تو ہاں میں جو معزز تھے وہ چل کھڑے ہوئے اور بولے کہ چلو اور اپنے معبودوں کی پوجا پر قائم رہو بے شک یہ ایسی بات ہے جس سے تم پر شرف وفضیلت مقصود ہے یہ پچھلے مذہب میں ہم نے کبھی سنی ہی نہیں یہ بالکل بنائی ہوئی بات ہے۔

غیر اللہ کے حکم کو ماننا یہ ایسا شرک نہیں ہے جس طرح غیر اللہ کو سجدہ کرنا وغیرہ اور اگر اس کو اسی درجہ کا شرک تسلیم کیا جائے تو اس سے ارکان اربعہ (نماز، روزہ، زکوۃ اور حج) کی اہمیت کم ہو جاتی ہے جو کہ جائز نہیں ہے۔

سیرت رسول ﷺ اور تاریخ صحابہ رضی اللہ عنہم کے مطالعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ قرآن کی شرک والی آیات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہی وثنیت، مورتیوں اور بتوں کی کھلی پرستش، گزرے ہوئے یا موجودہ اشخاص کی تقدیس وتعظیم اور ان کے سامنے سجدہ کرنا، ان کے لیے نذر و نیاز، ان کے ناموں کی قسمیں کھانا، ان کی عبادت سے اللہ کے قرب کا حصول، ان کی شفاعت پر کامل یقین اور ان سے نفع ونقصان اور مصائب کے ازالہ کی درخواست وغیرہ ہی سمجھتے رہے ہیں، اور یہ شرک جلی میں آتے ہیں۔ لیکن جاہلیت کے دوسرے مظاہر جیسے غیر اللہ کی اطاعت، ان کی

57۔ نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں، ندوی، سید ابوالحسن علی، مکتبہ نشریات اسلام، کراچی، ص ۹۳تا۹۵

58۔ القرآن، سورہ ص، ۳۸: ۵تا۷

قوت حاکمہ کو تسلیم کرنااور ایسی حکومت اور اس کے قوانین کو ماننا جو احکامات الٰہیہ کی بنیادوں پر قائم نہ ہوں ان کا درجہ بعد کا ہے، اور یہ جائز نہ ہو گا کہ اس کو بھی شرک جلی کہا جائے، اور دونوں پر ایک ہی حکم لگایا جائے، اور یہ سمجھنا کہ بت پرستی سابقہ اقوام کے زمانہ کی خصوصیات میں سے تھیں اور اب اس کا دور ختم ہو گیا ہے، اس سے شرک جلی کی اہمیت کم ہو جاتی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔[59]

مولانا وحید الدین خان کا تصور عبادت:

مولانا وحید الدین خان کا مؤقف ہے کہ عبادت کے معنی خضوع وتذلل اور دل کا جھکاؤ ہے اور اطاعت اس کا اصل مفہوم نہیں ہے بلکہ اس کا تقاضا ہے کہ آدمی جب کسی سے خضوع وتذلل کرتا ہے تو اس کا تقاضا ہے کہ وہ پھر اس کی بات بھی مانے اور اس کی اطاعت کرے جیسے حدیث میں ہے: "الدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ"[60] (دعا ہی عبات ہے۔)

اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ دعا ہی عبادت ہے اور عابد دعا کے بعد کچھ نہ کرے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ صرف اللہ کو پکارے اور اس کے سامنے عاجز و درماندہ کی طرح متوجہ ہو اور یہ عبادت کا اظہار ہے جس طرح ہر حقیقت کے بہت سے پہلو ہوتے ہیں جو انسان کی دنیا میں اس کے تعلقات اور حالات کی نسبت سے پیدا ہوتے ہیں اسی طرح حقیقت عبادت بھی دنیا میں اپنے بہت سے مظاہر رکھتی ہے اور اس طرح سارا نظام اطاعت اس میں شامل ہو جاتا ہے۔ اللہ کی عبادت کا یہ لازمی تقاضا ہے کہ مومن کا دنیا میں جن معاملات سے سابقہ پڑے ان میں اللہ کی اطاعت کی جائے جس عبادت کے ساتھ عملی معاملات میں بغاوت اور انکار ہو وہ عبادت نہیں ہے جیسے علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ولا يخفى أن تخصيص العبادة به تعالى لا يتحقق إلا بتخصيص الطاعةأيضا به تعالى [61] یہ واضح ہے کہ عبادت کو اللہ کے لیے خاص کرنا اس وقت تک متحقق نہیں ہوتا جب تک اطاعت کو بھی اللہ کے لیے خالص نہ کر دیا

59۔ منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین، ندوی، سید ابوالحسن علی، مجلس نشریات اسلام کراچی، ۱۹۷۶ء، ص ۶۴ اور ۷۳ تا ۸۱

60۔ سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث، المكتبة العصرية، صيدا– بيروت، ۷۹، ۱۴۷۶، ۲، ۷۶

61۔ روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، شهاب الدين محمود بن عبد الله الألوسي، دار الكتب العلمية، بيروت، ط ۱: ۱۴۱۵ھ، ج: ۱۰، ص ۲۷۶ تا ۲۷۷

جائے۔[62]

مولانا وحید الدین خان اطاعت کو عبادت کے معنی نہیں مانتے بلکہ اطاعت کو عبادت کا تقاضا اور مظہر مانتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خضوع اور تذلل انسان سے ہر وقت اور ہر حالت میں مطلوب ہیں جبکہ اللہ کی اطاعت عبادت سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ یہ انسان کی طاقت پر موقوف ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے دلائل کا جواب:

مولانا وحید الدین خان کا مؤقف ہے کہ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ دین کو ایک نظام کی شکل دیتے ہیں اور وہ اسلام کے ہر حکم کو اس نظر سے دیکھتے ہیں کہ اس سے وہ اسلامی نظام کا ایک جزو بن جائے اور جب کسی لفظ کے اصل معنی سے ان کا مدعا پورا نہیں ہوتا تو بعض اوقات اس لفظ کے معنی کے ساتھ اس کے تقاضے کو بھی ملا دیتے ہیں اور بعض اوقات وہ لفظ کے اصل معنی کو چھوڑ کر اس کے تقاضے کو اس لفظ کو اصل معنی قرار دے دیتے ہیں جس سے اسلامی احکام کا اصل مدعا بدل جاتا ہے یہی طریقہ انہوں نے لفظ "عبادت" کے ساتھ بھی کیا ہے۔

عبادت کا مفہوم خضوع و تذلل اور دل کا میلان ہے جو ایک فرد کا ذاتی معاملہ ہے۔ اور اطاعت عبادت کا ایک تقاضا اور نتیجہ ہے لیکن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے حقیقی معنی کو چھوڑ کر تقاضے کو اصل معنی قرار دے دیا ہے۔[63]

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے قرآن کی چار بنیادی اصطلاحات میں درجہ ذیل عبارت لکھی ہے جس پر مولانا وحید الدین خان نے اعتراض کیا ہے:

"عبد کا اساسی مفہوم کسی کی بالادستی اور برتری تسلیم کر کے اپنی آزادی اور خود مختاری کو چھوڑنا ہے اور مزاحمت ترک کر کے اس کے لیے سر تسلیم خم کرنا ہے۔ اسی کو حقیقت میں غلامی و بندگی کہتے ہیں اور غلام آقا کا فرمانبردار ہوتا ہے تو اس سے اطاعت لازم ہوتی ہے اور پھر غلام آقا کی مہربانیوں پر شکر اور احسان مند ہوتا ہے اور اس کی عظمت کا اقرار کرتا ہے اور اعتراف نعمت کرتا ہے اور طرح طرح کے مراسم بندگی بجالاتا ہے۔ اس کو پرستش کہتے ہیں اور یہ کیفیت اس وقت ہوتی ہے

62۔ تعبیر کی غلطی، مولانا وحید الدین خان، دار التذکیر لاہور، ۲۰۰۲، ص۶۸

63۔ تعبیر کی غلطی، مولانا وحید الدین خان، ص۶۹

جب غلام سر ہی نہ جھکائے بلکہ اس کا دل بھی جھکا ہوا ہونا چاہیے۔"[64]

مولانا وحید الدین خان کا مؤقف ہے کہ اس تشریح میں عبادت کا مفہوم اور اس کے تقاضے دونوں موجود ہیں لیکن ترتیب بدل دی گئی ہے۔ بندگی اور فرمانبرداری جو عبادت کا خارجی مظہر اور تقاضا ہے اس کو اصل معنی بنا دیا گیا ہے اور پرستش و خضوع جو عبادت کا اصل مفہوم ہے اس کو تیسرے تقاضے کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے کہا ہے کہ "عبادت" "عبد" سے نکلا ہے "عبد" کے معنی غلام اور بندے کے ہیں اس لیے عبادت کا معنی بندگی اور غلامی ہوئے۔[65]

مولانا وحید الدین خان کہتے ہیں کہ "عبادت" کا لفظ "عبد" سے نہیں بلکہ لفظ "عبد" "عبادت" سے نکلا ہے۔ عبد کے معنی بندہ و غلام حقیقت عبادت کا ایک مظہر ہے نہ کہ اصل عبادت۔ اور عبد کو اصل بنا کر عبادت کی تشریح کی گئی ہے۔ یہاں ترتیب الٹنے سے اصل و تقاضا دونوں غائب ہو گئے۔ تقاضا اصل سے مل کر بطور نتیجہ نکلتا ہے اور جب اصل ہی اپنی جگہ نہ رہے تو نتیجہ کیسے نکلے گا اس کی مثال یہ ہے درخت کو الٹا کر کے جڑوں کو ہوا میں اور شاخوں کو زمین میں دبا دیا جائے تو نہ شاخیں رہتی ہیں اور نہ جڑیں۔[66]

عبادت بمعنی اطاعت کی دلیل مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے یہ آیت دی ہے:

﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ (22) مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيمِ (23)﴾[67] (جب قیامت برپا ہوگی تو اللہ فرمائے گا) تمام ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور معبودان غیر اللہ کو جن کی وہ عبادت کرتے تھے جمع کرو اور انہیں جہنم کا راستہ دکھاؤ۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت میں گفتگو کو عابدوں اور معبودوں کے درمیان قرار دیا ہے اور کہا

64۔ قرآن کی چار بنیادی اصطلاحیں، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ص ۸۳

65۔ خطبات، مودودی، سید ابوالاعلیٰ، ص ۱۳۲

66۔ تعبیر کی غلطی، مولانا وحید الدین خان، ص ۷۰

67۔ القرآن، سورہ الصافات، ۳۷: ۲۲تا۲۳

کہ معبود بت نہیں بلکہ پیشوااور راہنماہیں جنہوں نے خیر خواہ بن کر لوگوں کو گمراہ کیااور شر وفساد برپا کیا۔

مولاناوحیدالدین خان کہتے ہیں کہ یہاں گفتگو دو گروہوں میں نہیں بلکہ تین گروہوں میں ہے۔

ایک "الَّذِينَ ظَلَمُوا"(لیڈر اور راہنما جو خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی گمراہ کیا)۔ دوسرے "أَزْوَاجَ"(کہ قرین ومصاحب یعنی باطل پیر ومرشد)۔ تیسرے "مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ"(جن کی عبادت اللہ کے سوا کی جاتی ہے۔یعنی بت)۔ یہ تین گروہ قیامت کے دن گفتگو کریں گے۔دوسرا گروہ پہلے سے کہے گا کہ تم نے ہم کو گمراہ کیااور ان بتوں کی پوجا کروائی تو پہلا گروہ کہے گا کہ ہم بھی گمراہ تھے اور تم ہمارے کہنے پر نہیں بلکہ خود گمراہی چاہتے تھے اور خود اپنی گمراہی کے ذمہ دار ہو۔اسی وجہ سے قرآن نے پہلے گروہ جو لیڈر تھااور متکبر تھااس کو ظالم کہا ہے۔ جیسے:﴿وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُو آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ (36)﴾[68](ان متکبروں کے سامنے جب لا الٰہ الا اللہ کی دعوت پیش کی جاتی)تووہ کہتے کیاایک شاعر دیوانے کے لیے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑدیں گے۔

اور یہ آیت صریح طورپر بتاتی ہے کہ مولاناسیدابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جن کو معبود قرار دیاہے وہ معبود نہ تھے بلکہ خود بھی کسی اور الٰہ کی پوجا کرتے تھے اسی کو مفسرین نے لیاہے۔

وَلِهَذَا قَالَ تَعَالَى: احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ، قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَعْنِي بِأَزْوَاجِهِمْ أَشْبَاهَهُمْ وَأَمْثَالَهُمْ.--- عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَزْوَاجَهُمْ: نِسَاءَهُمْ. ---"وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" أَيْ: مِنَ الْأَصْنَامِ وَالْأَنْدَادِ، تُحْشَرُ مَعَهُمْ فِي أَمَاكِنِهِمْ.[69]نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ازواجہم کے معنی ان کے مشابہہ اور ان جیسے ہیں۔--اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد ان کی بیویاں ہیں ---"وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ"سے مراد بت اور انداد ہیں جن کو ان کے ساتھ جمع کیا جائے گا۔

وہ آیات جن سے مولاناسیدابوالاعلیٰ مودودیؒ نے استدلال کیاہے ان کا جواب مولاناوحیدالدین خان یہ دیتے ہیں۔

ان آیات سے ثابت ہوتاہے کہ اللہ کے علاوہ وہ بتوں کو پکارتے تھے نہ کہ کسی انسان کو۔ جیسے قرآن میں ہے۔

﴿وَلَاتَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِينَ

68۔ القرآن، سورہ الصافات،۳۷:۳۶

69۔ تفسیر القرآن العظیم،ابن کثیر، أبو الفداء إسماعیل بن عمر،دار طیبۃ للنشر والتوزیع،ط۲:۱۹۹۹ء،۷،۹

(106)﴾[70]اور اللہ کے علاوہ اس کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان اور اگر تم اس طرح کرو گے تو تم ظالم ہو گے۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عبادت ایسا عمل ہے جو ان ہستیوں کے لیے کیا جاتا ہے جن کو نفع و نقصان دینے والا سمجھ کر پکارا جاتا ہے اور یہاں عبادت سے مراد صرف پرستش ہے اور اللہ کے علاوہ معبودوں سے مراد بت ہیں جیسے قرطبیؒ نے لکھا ہے:

(فَلا أَعْبُدُ الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ) مِنَ الْأَوْثَانِ الَّتِي لَا تَعْقِلُ.[71] پس میں ان کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے علاوہ، یعنی بتوں میں سے جو عقل نہیں رکھتے۔

﴿ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا أَسْمَاءً سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (40)﴾[72]اللہ کے سوا جن کی تم عبادت کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی دلیل معبودیت نازل نہیں کی ہے۔ اقتدار صرف اللہ کے لئے خاص ہے۔ اس نے حکم دیا ہے کہ خود اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے یہی سیدھا طریقہ ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔

مولانا وحید الدین خان کہتے ہیں کہ اس آیت میں " تَعْبُدُونَ "سے مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ نے سیاسی حکمرانی مراد لیے ہیں۔ جب کہ یہاں معبود سے مراد بت ہیں جیسے قرطبیؒ نے کہا ہے:

"مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ" أَيْ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِلَّا ذَوَاتِ أَسْمَاءٍ لَا مَعَانِيَ لَهَا. (سَمَّيْتُمُوهَا) مِنْ تِلْقَاءِ أَنْفُسِكُمْ... لِأَنَّهَا جَمَادَاتٌ.۔[73] "مَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِهِ" یعنی اللہ کے علاوہ یہ اسماء ہیں جن کا کوئی معنی نہیں ہے "سَمَّيْتُمُوهَا" یعنی تم نے ان کے نام اپنی طرف سے رکھ دیے ہیں۔۔۔ کیونکہ وہ جمادات ہیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بت کسی کو اطاعت کا حکم نہیں دے سکتے تو یہاں عبادت سے مراد اطاعت نہیں

70۔ القرآن، سورہ یونس، ۱۰:۱۰۶

71۔ أبو عبد الله محمد بن أحمد، القرطبي، الجامع لأحكام القرآن، دار الكتب المصرية، القاهرة، ط ۲:۲، ۱۹۶۴ء، ۳۸۷۸

72۔ القرآن، سورہ یوسف، ۱۲:۴۰

73۔ الجامع لأحكام القرآن، ص ۹، ۱۹۲، تعبیر کی غلطی ص ۵۷

بلکہ پرستش ہے جو لوگ خود ان بتوں کی کرتے تھے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کے نزدیک درجہ ذیل آیت سے عبادت میں شرک سے روکا گیا ہے۔

﴿---فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (110)﴾[74]جو اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہیے کہ عمل صالح کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس آیت کے آخری حصہ کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ "اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے"۔اور اس کا مفہوم یہ بیان کیا گیا کہ قرآن اپنی پوری دعوت پیش کر رہا ہے۔کہ پرستش سے لے کر تمدنی اور سیاسی زندگی تک ہر شعبہ میں احکام الٰہی پر عمل کیا جائے۔

مولانا وحید الدین خان کہتے ہیں کہ یہ ترجمہ اور تشریح دونوں غلط ہیں اور اس کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ "اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے" اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں مفصل اور مکمل عبادت جو تم کرتے ہو اس کے ٹکڑے اور حصے نہ کرو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی عبادت خلوص نیت کے ساتھ کرو اور ریاکاری نہ کرو، یہی مطلب دوسرے مفسرین نے بھی لیا ہے جیسے قرطبیؒ نے لکھا ہے:

وَقَالَ الْمَاوَرْدِيُّ وَقَالَ جَمِيعُ أَهْلِ التَّأْوِيلِ: مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى: "وَلا يُشْرِكْ بِعِبادَةِ رَبِّهِ أَحَداً" إِنَّهُ لَا يُرَائِي بِعَمَلِهِ أَحَدًا.[75]ماوردی اور تمام مفسرین نے کہا کہ "وَلا يُشْرِكْ بِعِبادَةِ رَبِّهِ أَحَداً" کا مطلب یہ ہے کہ وہ دکھانے کے لیے عمل نہ کرے۔یعنی اس کے اندر ریا کا جذبہ نہ ہو۔

یعنی عبادت میں ریاکاری نہ کی جائے۔[76]

عبادت ظاہری آداب بجالانے کا ہی نام ہے اور حقیقت میں کسی کو اپنے جذبات اور شوق کا مرکز بنانے کا نام

74۔ القرآن، سورہ الکہف،۱۸: ۱۱۰

75۔ الجامع لأحکام القرآن، ص ۱۱، ۷۰

76۔ تعبیر کی غلطی، مولانا وحید الدین خان، ص ۷۰ و ۷۶

ہے۔ جب ان جذبات کا مرکز اللہ ہو تو یہ عبادت ہو گی اور اگر یہ جذبات کسی اور کے لیے ہوں تو یہ شرک ہو گا۔[77]

اسی طرح قرآن کی اس آیت کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں[78]﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (56)﴾[79] انسان اور جن کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ خدا کی عبادت کرے۔

کہ اس آیت میں عبادت سے مراد اللہ کی معرفت ہے، اور یہ معرفت انسان کی ذہنی ترقی کی اعلیٰ منزل ہے۔[80]

مولانا وحید الدین خان کے ہاں معرفت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کا شعور اس طرح بیدار ہو کہ وہ خالق و مخلوق اور عبد و معبود کے درمیان تعلق کو پہچان سکے۔[81] وہ مزید لکھتے ہیں کہ معرفت کے بعد انسان کی شخصیت کے مختلف مظاہر ہوتے ہیں، اور ان میں سے ایک کو عبادت کہتے ہیں۔[82]

خلاصہ بحث

مولانا مودودیؒ عبادت کے معنی تذلل اور خضوع کے ساتھ اطاعت کو بھی شامل کرتے ہیں یعنی جس کے لیے خضوع اور تذلل کی جائے اس کے اطاعت بھی لازم ہے۔ اور اگر انفرادی زندگی میں اللہ کا حکم مانے اور اجتماعی زندگی میں اس کو حاکم تسلیم نہ کرے تو یہ اللہ کی عبادت نہ ہو گی۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کہتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کا مقصد ہی اللہ کی عبادت ہے اور یہی عبادت انسان سے مطلوب ہے۔ عبادت حکومت قائم کرنے کا ذریعہ نہیں بلکہ عبادت ہی اصلا مطلوب ہے اور حکومت اور جہاد کو اقامت صلوٰۃ اور ادائے زکوٰۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وسیلہ بتایا ہے۔ نہ کہ حکومت قائم کرنا اصل

77۔ صراط مستقیم، مولانا وحید الدین خان، مکتبہ اشرفیہ، لاہور، ص ۷۰ تا ۷۱

79۔ القرآن، سورہ الذاریات، ۵۱:۵۶

80۔ کتاب معرفت، مولانا وحید الدین خان، مکتبہ الرسالہ، نئی دہلی، ط ۲۰۱۳، ۲، ص ۱۶ تا ۱۷

81۔ کتاب معرفت، مولانا وحید الدین خان، ص ۴۴

82۔ کتاب معرفت، مولانا وحید الدین خان، ص ۸۲

مقصد ہے۔اسی طرح عبادت صرف نماز روزہ وغیرہ ہی نہیں ہیں بلکہ پوری زندگی اللہ کے حکم کے مطابق گذارنے کا نام عبادت ہے یعنی انسان اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گذارے تو وہ اللہ کی عبادت کر رہا ہوگا۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ یہ کہنا کہ ان اصطلاحات (الہ، رب، عبادت، دین) کے معنی کافی عرصہ تک مستور رہے ہیں یہ بھی درست نہیں کیونکہ اللہ نے اس کتاب کو نازل کیا ہے اس کی حفاظت کا ذمہ بھی اپنے ذمہ لیا ہے اور حفاظت میں اس کے الفاظ کے ساتھ ساتھ اس کے مطالب اور مفاہیم اور عمل بھی شامل ہیں۔اسلامی حکومت کا قیام اپنی جگہ اہم ہے اور بہت سی دوسری آیات سے اس کو ثابت کیا جا سکتا ہے ان اصلاحات سے با تکلف اپنا مدعا ثابت کرنا درست نہیں ہے۔

احادیث میں عبادات اربعہ (نماز، روزہ، زکات اور حج) کے بارے میں اس طرح ذکر ہوا ہے کہ اصلا یہی مطلوب ہیں اور ان کو کسی اور چیز کے لیے ٹرینگ نے طور پر نہیں بیان کیا گیا۔

جس طرح مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا مؤقف ہے اسی طرح کا مؤقف مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ کا بھی ہے ان دونوں میں اختلاف اس بات پر ہے کہ ندویؒ حکومت کو اقامت صلوۃ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذریعہ قرار دیتے ہیں اور مولانا مودودیؒ حکومت ہی کو اقامت دین قرار دیتے ہیں کہ حکومت اللہ کی ہونی چاہیے اور تمام شعبہ ہائے زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے۔

مولانا وحید الدین خان کہتے ہیں کہ عبادت کے اصل معنی تذلل اور خضوع کے ہیں اور تابعداری اس کا تقاضا ہے اصل مفہوم ہر حال میں مطلوب ہے کہ انسان اللہ کے سامنے تذلل اور خصوع کا اظہار کرے یعنی دل کا جھکاؤ اور عاجزی کا احساس اور پرستش اور مراسم عبودیت اس کے مظاہر ہیں۔اور اطاعت اس کے مفہوم میں شامل نہیں۔

آیات قرآنیہ کے مفہوم میں مفکرین کا اختلاف ہے

﴿احْشُرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَأَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ(22)﴾[83]

83۔ القرآن، سورہ الصافات، ۳۷:۲۲

اس آیت کے بارے میں جو اعتراض مولانا وحید الدین خان نے کیا ہے وہ درست نہیں ہے کیونکہ جو تفسیر مولانا وحید الدین خان نے کی ہے وہی تفسیر مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے بھی کی ہے کہ مکالمہ مشرکوں اور شرک پر ابھارنے والے لیڈروں اور ان کے جھوٹے الٰہوں کے درمیان ہوگا۔ اور ازواج سے مراد ان کی بیویاں ہوں یا ان جیسے دوسرے ظالم، اور الٰہوں سے مراد شیطان یا بت یا وہ پیشوا ہوں گے جن کی لوگ عبادت کیا کرتے تھے۔ دونوں مفکرین نے یہی بات کی ہے جیسے اس تفسیر میں ہے

وَما كانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ من الأصنام وغيرها،--- وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلى بَعْضٍ يعني الرؤساء والأتباع أو الكفرة والقرناء.[84] "وما كانُوا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" یعنی بتوں وغیرہ میں سے "وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلى بَعْضٍ" یعنی سردار اور جن کی عبادت کی جاتی تھی یا کافر اور ساتھی۔

وقيل قرن كل رجل إلى من كان يلازمه من ملك أو سلطان كما في قوله (أحشروا الذين ظلموا وأزواجهم)[85] یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر آدمی جو کسی بادشاہ یا سلطان کے ساتھ لازم تھا اس کا قرین ہوگا جیسے اللہ کے اس قول "أحشروا الذين ظلموا وأزواجهم" میں ہے۔

وَما كانُوايَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فى الدنيا يعنى الأوثان والطواغيت[86] "وَما كانُوايَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ" یعنی جن کی دنیا میں عبادت کرتے تھے یعنی بتوں اور طاغوت کی۔

ان تفاسیر سے ثابت ہوتا ہے کہ جس کی وہ عبادت کرتے تھے وہ بت یا طاغوت پیشوا تھے ظاہر ہے کہ پیشوا کے سامنے سجدہ نہ کرتے تھے بلکہ اللہ کے مقابلہ میں ان کے احکام کی اطاعت کرتے تھے۔

84۔ ناصر الدين أبو سعيد عبد الله، الشيرازي البيضاوي، أنوار التنزيل وأسرار التأويل دار إحياء التراث العربي، بيروت، ۱۴۱۸ھ، ۸،۵

85۔ أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن، فتح البيان فى مقاصد القران، المكتبة العصريّة للطبَاعة و النّشْر، صَيدَا، بَيروت، ۱۹۹۲ء، ۱۵، ۹۹

86۔ محمد ثناء الله، التفسير المظهرى، مكتبة الرشدية، پاکستان، : ۱۴۱۲ھ ۸، ۱۱۲

آیت "إن كنتم إياه تعبدون" کی تفسیر میں عبادت کے معنی اطاعت بیان ہوئے ہیں۔

"إن كنتم إياه تعبدون"، يقول: إن كنتم تعبدون الله، فتطيعونه فيما يأمركم وينهاكم.،[87] إن كنتم إياه تعبدون"۔اگر تم اللہ کی عبادت کرتے ہو تو اس کے امر و نہی کی اطاعت کرو۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے "أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ"[88] کا مفہوم بیان کیا ہے کہ یہاں عبادت کے معنی بندگی، پرستش اور اطاعت تینوں ہیں کیونکہ جب بھی لفظ عبادت کی نسبت اللہ کی طرف کی جائے گی اس سے مراد یہ تینوں معنی ہوں گے۔

اسی طرح سورہ الکہف کی آیت جس سے مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے استدلال کیا کہ: ﴿---فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا (110)﴾[89]

اس آیت میں "وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا" سے مولانا وحید الدین خان نے ریاکاری کے معنی کیے ہیں اور لیکن مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس کے معنی "اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرو" یعنی اطاعت صرف اللہ کے لیے کرو، یہ معنی بھی تفسیر میں موجود ہیں جیسے

وَلا يُشْرِكْ بِعِبادَةِ رَبِّهِ أَحَداً مِنْ خَلْقِهِ سَوَاءٌ كَانَ صَالِحًا، أَوْ طَالِحًا، حَيَوَانًا أَوْ جَمَادًا،[90]"وَلا يُشْرِكْ بِعِبادَةِ رَبِّهِ أَحَداً" یعنی اس کی مخلوق میں سے کسی کو اس کے ساتھ عبادت میں شریک نہ کرو خواہ وہ صالح ہو یا نافرمان خواہ حیوان ہو یا بے جان۔

یعنی ریاکاری کے ساتھ ساتھ اللہ کے علاوہ کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرو۔

شرح عقیدہ طحاویہ میں عبادت کا مفہوم اس طرح بیان ہوا ہے۔

"والعبادة هي اسم لكل ما يحبه الله ويرضاه من الأقوال والأعمال الظاهرة والباطنة كل ما أمر به الشرع ونهى

87۔ القرآن، سورہ یوسف، ۱۲: ۴۰

88۔ محمد بن جرير بن يزيد، أبو جعفر الطبري، جامع البيان في تأويل القرآن، مؤسسة الرسالة، ۲۰۰۰ء، ۱۷، ۳۱۲

89۔ القرآن، سورہ الکہف، ۱۸: ۱۱۰

90۔ محمد بن علي بن محمد الشوكاني، فتح القدير، دار ابن كثير، دار الكلم الطيب، دمشق، بيروت، ط ۱۴۱۴ھ، ۳، ۳۷۵

عنه الشرع. كل ما أمر به أمر إيجاب أو استحباب يمتثل، وكل ما نهى عنه نهي تحريم أو تنزيه يترك، هذه هي العبادة طاعة لله وإخلاص له"[91]

ترجمہ: عبادت ہر اس چیز کا نام ہے جس سے اللہ راضی ہو اور وہ اللہ کو محبوب ہو خواہ وہ اقوال میں سے ہو یا اعمال ظاہرہ میں سے ہو یا اعمال باطنہ میں سے ہو وہ جس کا حکم شرع نے دیا ہو یا کسی چیز سے شرع نے منع کیا ہو یا ہر وہ امر جو ایجاب کے لیے ہو یا استحباب کے لیے ہو اس پر عمل کرنا، اور ہر وہ جس سے منع کیا ہو حرمت کی وجہ سے یا مکروہ تنزیہی کی وجہ سے اس کو ترک کرنا، یہ عبادت اللہ کی اطاعت ہے اور اسی کے لیے خالص ہے۔

اس تعریف میں عبادت کے تمام مفاہیم کو شامل کر دیا گیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عبادت کا مفہوم انسان کی زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کی اطاعت ہے۔

---

[91]۔ عبدالعزیز بن عبداللہ بن عبدالرحمن الراجحی، شرح العقيدة الطحاوية، ص۱۵